انتقاد

انتقاد کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہے

دلائل النظام (عربی) تالیف المعلم عبدالحمید الفراہی۔
ناشر الدائرۃ الحمیدیۃ۔

مولانا عبدالحمید صاحب الفراہی مرحوم ومغفور کی دو کتابوں پر اس سے پہلے ہم ان صفحات میں تبصرہ کر چکے ہیں۔ اس ضمن میں برصغیر کے ان مشہور عالم دین اور نادرہ کار مفسر القرآن کے سوانح کا بھی اجمالاً ذکر کیا گیا تھا۔ مولانا الفراہیؒ کا تفسیر القرآن میں سب سے پسندیدہ موضوع آیاتِ قرآنی میں ربط کی موجودگی تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ساری عمر اس پر غور و فکر کرتے گزار دی تھی۔ مرحوم عربی زبان کے بے مثل عالم و ادیب تھے اور انگریزی زبان پر بھی انہیں پورا عبور حاصل تھا۔ انہوں نے جوانی ہی میں اپنے آپ کو قرآن مجید کے مطالعہ اور اُس کے درس و تدریس کے لئے وقف کر دیا تھا۔ زیرِ نظر کتاب "دلائل النظام" میں قرآن مجید کے اسی ربط اور نظامِ آیات کے متعلق مصنف مرحوم نے دلائل دیئے ہیں۔

شروع کتاب میں "الجامع" یعنی مرتب مولانا بدرالدین الاصلاحی کا مقدمہ ہے۔ اس میں موصوف نے بتایا ہے کہ یہ کتاب مشتمل ہے مولانا الفراہی کے صرف اشارات (NOTES) پر جو مرحوم نے نظامِ قرآن کے بارے میں لکھے تھے۔ اور یہ کہ ان کی شکل ایک مرتب کتاب کی نہ تھی۔ اس ضمن میں فاضل مرتب نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کئے بغیر ان اشارات کو جمع کر دیا ہے۔ بقول اُن کے "نہ میں نے اس میں کچھ اضافہ کیا اور نہ اس سے کچھ کم کیا۔ اور اسے اُسی طرح رہنے دیا جیسے میں نے مخطوطہ میں پایا تھا"۔

مرتب نے لکھا ہے کہ یوں تو علمائے متقدمین میں سے امام فخرالدین رازی، زمخشری، ابن العربی، مخدوم مہائمی، امام برہان الدین البقاعی، ابو حیان اور کئی دوسرے علمائے محققین نے "علم المناسبۃ" (آیاتِ قرآنیہ میں باہمی مناسبت و ربط) کے بارے میں کلام کیا ہے، اور اُسے قابلِ عزت علم قرار دیا ہے،

لیکن اُن کا دائرۂ بحث صرف" ربطِ آیات" اور" نظامِ سورہ" تک محدود رہا۔ اُس کے برعکس مرتب کے الفاظ میں مولانا الفراہی نے" علم کی اس جدول کو بحر بنا دیا۔ پہلے تو اُنہوں نے اس علم کی اُصول راسخہ پر بنیاد رکھی اور اس کی جامع فروع کا استخراج کیا۔ پھر اُسے ایک مستقل فن کے قالب میں ڈھالا .... یہ علم جس کی ایجاد الاستاذ الامام نے کی،" علم مناسبة" کی طرح نہیں ...... "

اس کے بعد مرتب مولانا الفراہی کے" علم النظام" کے بارے میں لکھتے ہیں :" یہ علم صرف مناسبتِ (آیات) کی نشان دہی نہیں کرتا، بلکہ یہ پوری سورہ کو" کلام واحد" کے طور پر پیش کرتا ہے اور اس طرح سورہ کو وحدت عطا کرتا ہے کہ وہ بذاتِ خود ایک کامل و مستقل سورہ ہو جاتی ہے۔ جس کا کہ ایک" عمود" (اساسی فکر) ہو۔ اسی کی طرف سورہ کے اجزا لوٹتے ہیں اور آیات مربوط ہو جاتی ہیں "

مرتب کے نزدیک جو اس" علم النظام" کی روشنی میں قرآن پر تدبر اور غور و فکر کرے، تو کوئی شک نہیں کہ وہ قرآن کے معانی سمجھنے میں غلطی نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس" نظام" سے کلام کا رُخ واضح ہو جاتا ہے۔ معانی کا تضاد نہیں رہتا اور جملہ اُمور وحدت کی طرف رجوع پذیر ہوتے ہیں "

یہ تو تھا مرتب کا مقدمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس مقدمہ سے اصل کتاب کے مطالب سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گئی ہے۔

مولانا الفراہی کا اندازِ بیان ملاحظہ ہو۔ راقم السطور اصل عربی کا اُردو ترجمہ دے رہا ہے :-

النظام : کیوں ؟ ۔ معرفت النظام سے مقصود سوائے تدبر کے اور کچھ نہیں۔ یہ تدبر کے لئے اقلید (کنجی) ہے۔ پھر قرآن مجید میں تدبر وسیلہ ہے ہدایت اور تقویٰ کا۔ اور یہی دراصل اُصول ہیں۔ ھدایت سے نفس کو بصیرت ملتی ہے اور تقویٰ سے اُسے تزکیہ نصیب ہوتا ہے۔ ایمان اپنے شعبہ ہائے علمی کے ساتھ" ہدایت" میں داخل ہے اور شرائع، اخلاق اور احوال" تقویٰ" میں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن، توریت اور انجیل میں بیان فرمایا ہے "

زیرِ نظر کتاب حضرت مولانا مرحوم کے اس طرح کے اشارات پر جامع ہے۔ موضوعِ کتاب مولانا کے نزدیک" معرفة النظم فی معانی الآیات والسور" ہے۔ نیز آپ نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب و نظم وہی ہے جو نبی علیہ الصلوٰة والسلام کے عہد میں تھی۔ بقول مصنف اس کتاب کی غرض و غایت قرآن مجید سے استفادہ کرنا ہے اُسے پڑھ کر، پڑھا کر، اُس پر عمل کر کے اور دوسروں کو عمل پر آمادہ

کرکے۔ اور یہ استفادہ قرآن کو سمجھے بغیر ممکن نہیں۔ یعنی نظام القرآن سے اصل غرض قرآن مجید کو سمجھنا سمجھانا ہے۔

اس کے بعد مولانا الفراہی نے الگ الگ عنوانوں کے تحت مختلف مباحث پر گفت گو فرمائی ہے۔ علمائے متقدمین نے نظم القرآن کے موضوع کی طرف کماحقہ توجہ کیوں نہ کی، مصنف نے اس کے اسباب گنائے ہیں۔ اُن میں سے ایک سبب مرحوم کے نزدیک یہ ہے:۔ اُمت فرقوں اور گروہوں میں بٹ گئی۔ اور اس نے اُنہیں مجبور کر دیا کہ وہ قرآن سے اپنے معتقدات کی تائید حاصل کریں۔ چنانچہ اُن کو قرآن کی اپنی مخصوص تاویل اچھی لگی، خواہ وہ قرآن کے ظاہر القول سے ہو یا کلام کو متعدد محملوں میں سے کسی ایک محمل پر منطبق کرنے سے۔ اس کی وجہ سے قرآن کے "نظام" کو نظر انداز کر دیا گیا۔ مصنف کے نزدیک اگر یہ لوگ "نظام" کا خاطر خواہ لحاظ رکھتے تو قرآن کے جس طرح وہ من مانے معنی کرتے تھے، اس کا ضعف اُن پر واضح ہو جاتا۔

"معرفت النظم" کی ضرورت کیوں ہے؟۔ مصنف فرماتے ہیں:۔ قرآن اسلام یعنی شرائع اور ایمان یعنی عقائد کی اصل ہے۔ اور جب قرآن دین پر پوری طرح مطابق ہوتا ہے، تو اُس کے "نظام" پر غور و خوض کرنا شرائع و عقائد پر غور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اب شرائع و عقائد میں جو اصل و اساس ہے، قرآن نے اُس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر تم قرآن میں تدبر کرو گے تو تمہیں دین کی حکمت اور اُس کے اُمور کے نظام کی طرف رہنمائی ملے گی۔ اس سے کچھ آگے ارشاد ہوتا ہے:۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کو حکمتوں کی تعلیم و تلقین کے لئے مبعوث فرمایا، جیسے آپ کو تعلیمِ احکام کے لئے مبعوث فرمایا۔ اللہ نے تزکیہ نفوس کو حکمت کے ساتھ مربوط کیا، اور اسے یعنی حکمت کو "خیر کثیر" قرار دیا۔ پس جس نے حکمت سے غفلت کی، تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا جو مقصد ہے، وہ اُس تک نیز اپنے دین کی تکمیل اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم تک نہ پہنچا۔ اس کے بعد مصنف کا ارشاد ہے:۔ "یقیناً ہم قرآن کی تعبیر و تاویل کے بارے میں شدید اختلافات میں پڑ گئے ہیں۔ پھر ہمارے عقائد ہمارے دل اور ہماری اُلفت و محبت، تشتت و افتراق کا شکار ہے۔ نظم قرآن ان اُمور کو وحدت کی طرف لوٹائے گا اور معانی کے باہمی جھگڑوں کی نفی کر دے گا۔

زیرِ نظر کتاب کا ایک عنوان ہے:۔ "پہلے نازل شدہ سورتوں کو موجودہ ترتیب میں آخر میں رکھنا" مولانا الفراہی اس کی حکمت و افادیت بتانے کے بعد لکھتے ہیں:۔ "جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے، سو اُن کے لئے یہ

ترتیب مشکل پڑتی ہے۔ چنانچہ اگر وہ چاہیں تو قرآن کو آخر سے شروع کر کے اوّل تک پڑھیں، جیساکہ مسلموں کا شروع (یعنی نزولِ قرآن کے وقت) میں عمل رہا:۔ اس کے بعد مصنف فرماتے ہیں:۔ احوالِ مسلمین (جب کہ قرآن نازل ہو رہا تھا) قرآن کے مطابق تھے، وہ ایک حالت سے دوسری حالت میں، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اور اپنے کلام سے اُن کو تعلیم دی۔ بدلتے رہے، یہاں تک کہ وحی کے تمام ہونے کے ساتھ وہ درجۂ تکمیل کو پہنچ گئے۔ پس قرآن گویا ایک آئینہ ہے اُن کے احوال کا، چنانچہ تم اُس میں اُن کی تمثیلیں اور جو تکلیفیں، نشیب و فراز، مجاھدے اور مقابلے پیش آئے، انہیں دیکھوگے، یہاں تک کہ اللہ نے کلمۂ حق کو سربلند کیا اور اُس کا نُور چاروں طرف پھیل گیا:۔

کتاب کا ایک عنوان ہے "النظم التاریخی" یعنی نزولِ آیات وسور کی تاریخی ترتیب۔ مصنف نے اس بحث کو ناتمام ہی چھوڑ دیا ہے۔ البتہ صرف اتنا لکھا ہے کہ بعض سورتوں کا نزول زمانۂ "دعوتِ اُولیٰ" کے قریب قریب ہے۔ بعض کا قبل ہجرت اور بعد از ہجرت کے۔ بعض وہ ہیں جو مدینہ میں تمکن و استحکام کے زمانے کے قریب قریب اُتریں۔ پھر بعض وہ ہیں جو فتح مکہ سے قبل اور اُس کے بعد اُتریں:۔

مرتب نے زیرِ نظر کتاب کے ص۵۵ پر ایک ذیلی حاشیہ دیا ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ "الاستاذ الامام رحمہ اللہ کے افادات میں سے ہے۔ ہمیں کتاب (فطرت) دی گئی ہے۔ پس یہ دونوں ایک ہی کتاب کے دو نسخے ہیں۔ جس طرح پہلی (کتاب) میں تحریف ہوتی ہے، اسی طرح دوسری (فطرت) میں بھی سقم وارد ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ دونوں کا مقابلہ ہوتا رہے۔ الاوّل (کتاب) پاک ترین (اطہر) دل پر اُتری۔ الثانی (فطرت) قلوبِ عالم میں ودلیعت کی گئی۔ الاوّل (کتاب) سُنی گئی اور سُننے والے نبیؐ تھے۔ الثانی (فطرت) موثر اور جو نبیؐ پر اُترا، اُس سے مطابق ہے۔ ہو سکتا ہے غیر نبی کے ساتھ بھی یہ ہو، لیکن وہ نبی نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے کہ ایسا بہت کم ہوتا ہے اور دوسرے غیر نبی تک غلطی پہنچ سکتی ہے۔ جب فطرت پاک ہوتی ہے اور اُس سے نُور نکلتا ہے تو وہ وحی کے نُور سے مطابق ہوتی ہے (یکاد زیتھا یضئ ولولم تمسسہ نارٌ، نورٌ علی نورٌ) ہر قلب اس مرتبے کو نہیں پہنچتا لیکن تفاوتِ مراتب کے ساتھ وہ اس کے قریب قریب ضرور پہنچتا ہے، اور جو قلب زیادہ قریب ہوتا ہے، وہ وحی کی مشابہت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ جب قلب اس (وحی) سے زیادہ قریب ہو، تو اُس کے نور کا ظہور ہوتا ہے اور اُس کی وحی سے موافقت ہوتی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ (أفمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علی نورٍ من ربہ) پس اس قلب کی مثال

اُس چراغ کی ہے جو روشن ہونے کے لئے تیار ہو۔ اس کا نُور یعنی روشنی مکنون (پردے میں) ہوتی ہے۔ پس جب وہ وحی سنتا ہے، تو اُس کے نُور کا ظہور ہو جاتا ہے۔"

غرض کتاب "دلائل النظام" قرآن کے حقائق و معارف تک پہنچنے کی ایک راہ دکھاتی ہے، اور اس لحاظ سے یہ علوم قرآنی میں ایک قابلِ قدر اضافہ ہے۔ کتاب ٹائپ میں چھپی ہے، اور بڑی خوبصورت چھپی ہے۔ حضرت مولانا الفراہی مرحوم کے مخطوطات کو شائع کرنے کا یہ کام چونکہ غیر معمولی عقیدت، خلوص اور لگن سے کیا جا رہا ہے، اس لئے جمع و ترتیب سے لے کر طباعت تک ہر چیز میں خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کے ورثاءِ علم کو اس بلند پایہ دینی خدمت پر جزائے خیر عطا کرے۔ اور اُن کے لئے ایسے اسباب فراہم رکھے کہ وہ اپنے الاستاذ الامام کی تمام کتابوں کو شائع کر سکیں۔

کتاب کی قیمت چار روپے ہے، اور اسے مکتبہ دائرۂ حمیدیہ۔ مدرسۃ الاصلاح۔ سرائے میر۔ اعظم گڑھ (یو پی) ہندوستان نے شائع کیا ہے۔

اسلام کا نظامِ تقسیمِ دولت: از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ ناشر مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴۔ ضخامت ۵۶ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے۔

حضرت مفتی صاحب نے یہ مقالہ راولپنڈی کی بین الاقوامی کانفرنس منعقدہ فروری ۱۹۶۸ء کے لئے لکھا تھا۔ موصوف نے کانفرنس میں یہ مقالہ پڑھا تھا۔ اب اسے کتابی شکل میں چھاپ دیا گیا ہے۔

شروع میں مفتی صاحب نے "اسلامی نظریۂ تقسیم دولت کے اُصول" بیان فرمائے ہیں۔ اولاً موصوف کے نزدیک "اسلام کی نظر میں انسان کا بنیادی مسئلہ "معاش" نہیں ہے۔ اور نہ "معاشی ترقی" اس کے نزدیک انسان کا مقصد زندگی ہے"۔ ثانیاً "دولت خواہ کسی شکل میں ہو، اللہ کی پیدا کردہ اور اصلاً اُسی کی ملکیت ہے۔ انسان کو کسی چیز پر ملکیت کا جو حق حاصل ہوتا ہے، وہ اللہ ہی کی عطا سے ہوتا ہے"۔ چنانچہ انسان پر لازم کیا گیا ہے کہ وہ اپنی دولت کو اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق صرف کرے۔ یہاں مفتی صاحب نے اسلام، سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان واضح خطِ امتیاز اس طرح کھینچا ہے:۔

"سرمایہ داری — آزاد اور خود انفرادی ملکیت کی قائل ہے۔ اشتراکیت — انفرادی ملکیت کا سرے